AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قاعدہ فقہیہ "الامور بمقاصدھا" کا تحقیقی اور تطبیقی مطالعہ

A RESEARCH AND APPLIED STUDY OF THE FIQH MAXIM: "AL-UMUR BI MAQASIDIHA" (MATTERS ARE JUDGED BY THEIR OBJECTIVES)

محمد عماد الرسول

ایم-فل سکالر شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

محمد منیب علی شاہ خان

ایم-فل سکالر شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ABSTRACT

The legal maxim Al-Umur bi Maqasidiha (Matters are judged by their objectives) is regarded as one of the most fundamental principles in Islamic jurisprudence. It serves as a guiding framework in determining the validity, legality, and moral value of actions based on the underlying intention behind them. This paper provides a research-oriented and applied study of the maxim, exploring its theoretical foundations in the Qur'an and Sunnah, its development within classical and contemporary Fiqh literature and its applications in various fields of Islamic law such as worship, transactions, family law, and criminal justice. The study also examines the maxim's relevance in contemporary socio-legal contexts, highlighting its role in aligning legal rulings with ethical considerations and higher objectives of Shri'ah. By offering both a conceptual and practical analysis, this paper demonstrates the enduring importance of Al-Umur bi Maqasidiha in understanding and applying Islamic legal principles.

Keywords: *Fiqh Maxim, Al-Umur bi Maqasidiha, Islamic Jurisprudence, Objectives of Shari'ah, Intention in Islamic Law, Maqasid al-Shari'ah, Applied Fiqh.*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہ کی اساس "اصولِ فقہ" پر ہے جس میں قرآن، سنت، اجماع اور قیاس سے متعلق اصولی مباحث ہوتی ہیں اور یہی فقہ کے دلائل ہیں۔ فقہ سے متعلق ایک اور مفید اور دلچسپ علم "قواعد فقہیہ" کا ہے جس کی طرف متقدمین فقہاء نے کافی توجہ دی ہے اور عصر حاضر میں اس موضوع پر خاصا کام ہوا ہے، خصوصا عرب دنیا میں اس پر بڑا ذخیرہ وجود میں آگیا ہے۔

قاعدہ کا مادہ (ق ع د) ہے، جس کے بنیادی معنی ثبات و استقرار کے ہیں۔ اس کی جمع قواعد آتی ہے اور لغت کی کتابوں میں اس کے معنی "اساس" اور "بنیاد" کے بھی ملتے ہیں۔[1] قرآن مجید میں بھی قاعدہ کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ[2]

ترجمہ: اور جب ابراہیم (علیہ السلام) بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے۔

[1] الزبیدی، محمد مرتضیٰ الحسینی، تاج العروس من جواھر القاموس،، ج:9، ص60، دار الفکر، بیروت

[2] البقرہ:127

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قاعدہ فقہیہ کی اصطلاحی تعریف میں علماء کے دو نقطہ ہائے نظر ہیں:

بعض حضرات نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

القاعدة هی قضية كلية منطبقة على جميع جزئياتها[3]

یعنی وہ کلی امر جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہو۔

دوسری طرف اکثر علماء نے قاعدہ کو اکثری قرار دیتے ہوئے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

حكم اكثرى لا كلى ينطبق على اكثر جزئياته لتعرف احكامها منه[4]

یعنی وہ اغلبی یا اکثری حکم جو اپنی اکثر جزئیات پر منطبق ہو، تاکہ اس کے ذریعہ اس کی جزئیات کا علم ہو سکے۔

اسلامی فقہ میں قواعد فقہیہ بنیادی اصولوں کی حیثیت رکھتے ہیں، جو مختلف فقہی مسائل کو سمجھنے اور ان سے متعلق احکام اخذ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ قواعد در حقیقت عمومی اصول ہیں جو شرعی احکام کے استنباط میں سہولت فراہم کرتے ہیں اور اسلامی قانون کو ایک مربوط اور منتظم شکل میں پیش کرتے ہیں۔ ان قواعد کی بنیاد قرآن وحدیث اور فقہاء کی اجتہادی کاوشوں پر ہے، جو صدیوں سے اسلامی فقہ میں راہنمائی کا ذریعہ رہے ہیں۔ اس تحقیق میں قواعد فقہیہ میں سے ایک اہم اور بنیادی قاعدہ "الامور بمقاصدھا"[5] کے ماخذ اور تطبیقات کا جائزہ جائزہ لیا جائے گا۔

دیگر تعبیرات:

- انما الاعمال بالنيات
- ادارة الامور فى الاحكام على قصدها

الفاظ کی وضاحت:

الأمور: جمع أمر، وهو الحال أو الفعل، ويدخل فيه فعل اللسان، وهو القول

امور، امر کی جمع ہے، اور وہ حال یا فعل ہے اور اس میں زبان کا فعل شامل ہے اور وہ قول ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيد[6]

اور فرعون کا کوئی کام صحیح نہ تھا

المقاصد: جمع مقصد: وهو النية والإرادة.

مقاصد، مقصد کی جمع ہے: اور وہ نیت وارادہ ہے۔

لغوی معنی: هو العزم المتجه نحو انشاء فعل[7]

یعنی وہ عزم وارادہ جو کسی کام کے کرنے کی طرف متوجہ ہو۔

الامور بمقاصدھا کی وضاحت:

لفظ امور سے پہلے لفظ "احکام" محذوف ہے۔ اصل میں یہ قاعدہ اس طرح ہے: "احكام الأمور بمقاصدها "یعنی تمام امور کے احکام کا دارومدار مقاصد اور نیت پر ہے، کیونکہ شریعت مکلفین کے افعال سے بحث نہیں کرتی، بلکہ ان کے افعال کے احکام سے بحث کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجلہ الاحکام العدلیہ میں اس قاعدہ کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

---

[3] الجرجانی، میر سید شریف علی، التعریفات، ص:219، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[4] الحموی، احمد بن محمد، غمز عیون البصائر شرح کتاب الاشباہ والنظائر، ج:1، ص:51، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[5] ابن نجیم، زین الدین بن ابراهیم، الاشباہ والنظائر علی مذهب ابی حنیفہ، ص:21 دار الکتب العلمیہ

[6] هود:97

[7] ابن فارس، ابو الحسن احمد بن فارس زکریا، معجم مقاییس اللغہ، ج:1، ص:137

إن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود منه[8]

جو حکم کسی کام پر مرتب ہوتا ہے وہ اس کام کے مقصد و نیت کے مقتضی کے مطابق جاری ہوگا

النية شرعًا: توجه القلب نحو الفعل ابتغاءً لوجه الله[9].

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے کسی عمل کی طرف دل کا توجہ کرنا۔

إن أحوال المكلفين وتصرفاتهم مرتبطة بمقاصدهم ونياتهم... فباختلاف المقاصد مختلف الأحكام المرتبة على الأعمال[10]

مکلفین کے احوال اور تصرفات ان کے مقاصد اور نیتوں سے جڑے ہوتے ہیں، پس مقاصد اور نیات کے بدلنے سے اعمال پر لگنے والے حکم بھی بدلتے ہیں"۔ شریعت اسلامیہ کے قواعدِ عظیمہ میں سے اس قاعدہ کی اصل اور بنیاد بے شمار دلائل ہیں۔

الأمور بمقاصدها ایک بنیادی اصول ہے جو اسلامی فقہ اور اصولِ شریعت میں استعمال ہوتا ہے۔ اس قاعدہ کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ مکلفین سے صادر ہونے والے افعال و اقوال کے احکام و نتائج قصد و نیت کے بدلنے سے بدلتے ہیں۔ ایک ہی فعل نیت کی وجہ سے طاعت بھی بن سکتا ہے اور معصیت بھی، حرام بھی بن سکتا ہے اور حلال بھی۔ لہٰذا اگر کسی کام کے کرنے والے کی نیت ثواب کی ہے اور شریعت میں اس عمل کی اجازت بھی ہے تو ثواب ملے گا اور اگر کام جائز ہو، لیکن کام کرنے والے کی نیت بری ہو تو وہی کام گناہ کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

دليل القاعدة:

الآيات:

قال الله تعالى: وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا [11]

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہوگیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مهاجرًا؛ أي: مريدًا للهجرة، وعلى إرادته يترتب الأجر.

قال تعالى: لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِؕ-وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا [12]

ترجمہ: ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

أراد بفعله رضوان الله؛ فالأجر والمثوبة بالنية.

وقال تعالى: مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ [13]

ترجمہ: جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

هذه الآيات تدل على أن العمل له علاقة بالقلب والإرادة، وأن الإرادة مؤثرة فيه وجودًا وعدمًا.

الأحاديث:

1: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے آقا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

---

[8] اللبانی، سلیم رستم باز، شرح المجلۃ، رقم مادۃ:2، ص13، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[9] السندی، نور الدین بن عبد الهادی ابو الحسن، حاشیۃ السندی علی النسائی، ج:1، ص59، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب ۱۴۰۶ھ

[10] شعبان، عبد اللہ علی، القواعد والضوابط الفقہیہ وتطبیقاتھا، ص:50، دار ابن حزم

[11] النساء:100

[12] النساء:114

[13] النحل:106

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئٍ ما نوى[14]

ترجمہ: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔

2 : حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروہ ہے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

مَن أتى فراشه وهو ينوي أن يقوم يصلي بالليل، فغلبته عينه حتى يصبح، كتب له ما نوى، وكان نومه صدقةً عليه من ربه[15]

ترجمہ: جو شخص بستر پر اس نیت سے لیٹا کہ رات کو اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھے گا مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلی تو اسے اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اور اس کی نیند اللہ عزوجل کی طرف سے اس پر صدقہ ہو گی۔

دلت الأحاديث على أن النية معتبرة عند الله؛ فالنية هي العامل المؤثر في قبول العمل وعدمه.

قدیم تطبیقات:

عبادات میں تطبیق:

لا تصح الزكاة إلّا بنيّة إخراج الزكاة تحديدًا وإلا فلا تحتسب منها، بل تكون صدقة[16]

زکوۃ صرف اسی صورت میں صحیح ہو گی جب اسے زکوۃ کی نیت سے ادا کیا جائے، ورنہ وہ زکوۃ شمار نہیں ہو گی بلکہ محض صدقہ قرار پائے گی۔

زکوۃ کی ادائیگی صحیح ہونے کے لیے نیت ضروری ہے، یا تو رقم دیتے وقت دل میں زکات دینے کی نیت کرے، یا اپنے مال سے رقم الگ کرتے وقت یہ نیت کرے کہ یہ زکات کی رقم ہے، پھر چاہے مستحق کو دیتے وقت زکات کی نیت ہو یا نہ ہو، زکات ادا ہو جائے گی۔ اور اگر مستحق کو زکات کی نیت کے بغیر مال دے دیا اور وہ مال ابھی مستحق کے پاس موجود ہے اور دینے والاز کوۃ کی نیت کرلے تو اس صورت میں بھی زکات کی نیت معتبر ہو جاتی ہے، اور اگر زکات کی نیت کرنے سے پہلے ہی مستحق نے وہ مال خرچ کر لیا تو نیت درست نہیں ہو گی اور زکات ادا نہیں ہو گی، بلکہ وہ صدقہ شمار ہو گا۔

معاوضات مالیہ میں تطبیق:

أن بيع العصير ممن يتخذه خمرا؛ إن قصد به التجارة فلا يحرم، وإن قصد به لأجل التخمير حرم۔[17]

اس آدمی کو رس بیچنا جو خرید کر شراب بنائے گا اگر اس نے اس سے تجارت کا ارادہ کیا ہے تو یہ حرام نہیں ہے اور اگر اس نے اس رس سے شراب بنانے کا ارادہ کیا ہے تو یہ حرام ہے۔

اگر کوئی شخص شیرہ کسی شرابی کو فروخت کرتا ہے اور اس کی نیت اپنے کاروبار کی ہے، اس سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کا کیا کرے گا تو اس کا شرابی کو شیرہ بیچنا بلا کراہت درست ہو گا اور اگر وہ اس نیت سے بیچتا ہے کہ شرابی اس شیرہ کی شراب بنائے تو اس طرح اس کا یہ فروخت کرنا ناجائز ہو گا۔ کیونکہ نیت اور مقصد کے بدلنے سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

ضمانات وامانات میں تطبیق:

اللقطة؛ إن أخذها بنية ردها حل له رفعها، وإن أخذها بنية نفسه كان غاصبا آثما.[18]

اگر کسی نے گری پڑی چیز کو مالک تک لوٹانے کے ارادے سے اٹھایا ہو، تو اس آدمی کے لیے اس چیز کو اٹھانا حلال اور جائز ہے اور اگر اس نے گری پڑی چیز کو اپنی ذات کے لیے اٹھایا تو یہ اٹھانے والا غاصب شمار ہو گا اور گنہگار بھی ہو گا۔

---

14 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، ج:1، ص:1، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۰۷ھ-۱۹۸۷م

15 النسائی، ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن نسائی، رقم الحدیث 1786، دار الفکر، بیروت

16 النووی، ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف، المجموع شرح المھذب، ج:6، ص:167، دار الفکر، بیروت

17 الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند، الفتاوی الھندیہ فی مذھب الامام اعظم ابی حنیفہ، ج:3، ص:210، دار الفکر، بیروت

18 ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم، الاشباہ والنظائر علی مذھب ابی حنیفہ، ص:35، دار الکتب العلمیہ

راستہ میں پڑی ہوئی چیز اس نیت سے اٹھائی ہے کہ اس کو مالک تک پہنچانے کی پوری جدوجہد کروں گا تو اس کا اس لقطہ کا اٹھانا جائز ہے۔ اس کا اعلان وغیرہ کرے اور اس کے مالک تک اس کو پہنچانے کی پوری جدوجہد کرے۔ مالک کے نہ ملنے پر صدقہ کر دے اور اس کے بعد مالک آجائے تو لاقط اس کا زمان اپنی جیب سے ادا کرے گا۔

مناکحات میں تطبیق:

من قال لزوجته: أنت عليَّ كظهر أمي، ينظر إلى نيته، فإن نوى الظهار فمظاهر، وإن نوى الكرامة، كانت كرامة، وإن نوى الطلاق كان طلاقاً؛ لأن اللفظ يحتمل كل ذلك[19]

جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: "تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو" تو اس کی نیت کو دیکھا جائے گا: اگر اس کی نیت ظہار (بیوی کو ماں کی مانند حرام قرار دینا) کی ہو، تو وہ مُظاہِر (ظہار کرنے والا) شمار ہوگا، اور اس پر کفارہ لازم آئے گا۔ اگر اس کی نیت بیوی کی عزت و تکریم کی ہو، تو یہ محض تعظیم و تکریم کے الفاظ سمجھے جائیں گے، اور اس پر کوئی شرعی حکم لاگو نہیں ہوگا۔ اگر اس کی نیت طلاق کی ہو، تو یہ طلاق شمار ہوگی۔ کیونکہ یہ جملہ ان تمام معانی کا احتمال رکھتا ہے، اس لیے اس کا حکم کہنے والے کی نیت کے مطابق ہوگا۔

عصری تطبیقات:

خاندانی منصوبہ بندی کا حکم:

تنظيم النسل بقصد القدرة على تربية الأبناء أو دفعا للضرر عن الأم ونحو ذلك فهذا من الأمور الجائزة، فإن كان قصده قطع النسل حرم، أو الخوف على الرزق والفاقة فهو حرام.[20]

خاندانی منصوبہ بندی اگر بچوں کی بہتر پرورش یا ماں کو نقصان سے بچانے کے لیے کی جائے تو جائز ہے، لیکن اگر اس کا مقصد نسل کو مکمل طور پر ختم کرنا ہو یا محض غربت و تنگدستی کے خوف سے ہو تو یہ حرام ہے۔

عارضی منع حمل کی تدابیر اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسلئے کہ یہ سب تدابیر عزل کے حکم میں ہیں اور کم از کم حنفیہ کے ہاں عزل کی اجازت ہے۔ کیونکہ حدیث پاک ہے:

أن رجلا أتى النبي صلى الله عليه و سلم فقال : يا نبي الله إن لي امرأة وإني أعزلها ولا أعزلها إلا خشية الولد وزعمت يهود أنها الموءودة الصغرى فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم كذبت يهود كذبت يهود [21]

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: یا نبی اللہ! میری ایک بیوی ہے، اور میں اس سے عزل کرتا ہوں، اور میں ایسا صرف اس لیے کرتا ہوں کہ کہیں وہ حاملہ نہ ہو جائے۔ جبکہ یہود کا دعویٰ ہے کہ یہ زندہ در گور کرنے کا چھوٹا عمل (یعنی موءودہ صغریٰ) ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہود نے جھوٹ کہا، یہود نے جھوٹ کہا!"

البتہ اگر تدابیر کو اختیار کرنے میں کوئی غرض فاسد شامل ہو تو پھر ان کا حکم تبدیل ہو جائے گا۔ اولاد کے رزق کی فکر میں ایسا کرنا غرض فاسد ہے۔ اسی طرح عورت کی سماجی دلچسپیوں کی خاطر ایسا کرنا بھی غرض فاسد ہی ہے۔ البتہ عورت کے حسن و جمال کی بقاء کی خاطر یا اس کی صحت کی حفاظت کی خاطر وقتی طور پر منع حمل کی تدابیر اختیار کرنے میں شریعت کے کسی حکم کی مخالفت نہیں ہوتی۔ لہذا ان اسباب کی خاطر منع حمل کی اجازت ہے۔

اعضاء کی پیوند کاری کا حکم:

جواز نقل الأعضاء، وزراعتها؛ لأن مقصودها إحياء الأنفس لا إتلافها، والأمور بمقاصدها.[22]

اعضاء کی منتقلی اور پیوند کاری جائز ہے کیونکہ اس کا مقصد انسانی جان بچانا ہے نہ کہ اسے نقصان پہنچانا، اور "امور کا دار و مدار ان کے مقاصد پر ہوتا ہے"

اعضاء کی پیوند کاری کے متعلق علماء کرام کی دو آراء ہیں، بعض کے نزدیک پیوند کاری جائز ہے اور دیگر بعض کے نزدیک جائز نہیں۔

---

[19] ، خلیل، التاج والاکلیل لمختصر خلیل، ج:6، ص:167

[20] مراد، فضل بن عبد اللہ عبدہ، مجلۃ العلوم التربویۃ والدراسات الانسانیۃ، جامعۃ تعز فرع التربۃ، دیسمبر، التاریخ المیلاد 2021

[21] النسائی، احمد بن شعیب، سنن الکبریٰ النسائی، ج:5، ص:342، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[22] مراد، فضل بن عبد اللہ عبدہ، مجلۃ العلوم التربویۃ والدراسات الانسانیۃ، جامعۃ تعز فرع التربۃ، دیسمبر، التاریخ المیلاد 2021

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا اعلامیہ

1: اعضاء انسانی کا فروخت کرنا حرام ہے۔

2: اگر کوئی مریض ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اسکا کوئی عضو اس طرح بے کار ہو کر رہ گیا ہے کہ اگر اس عضو کی جگہ کسی دوسرے عضو کی اس کے جسم میں پیوند کاری نہ کی جائے تو قوی خطرہ ہے کہ اس کی جان چلی جائے گی اور سوائے انسانی عضو کے کوئی دوسرا متبادل اس کی کو پورا نہیں کر سکتا اور ماہر، قابل اطباء کو یقین ہے کہ سوائے عضو انسانی کی پیوند کاری کی صورت کے کوئی راستہ اسکی جان بچانے کا نہیں ہے اور عضو انسانی کی پیوند کاری کی صورت میں ماہر اطباء کو ظن غالب ہے کہ اسکی جان بچ جائیگی اور متبادل عضو انسانی اس مریض کیلئے فراہم ہے تو ایسی ضرورت و مجبوری اور بے بسی کے عالم میں عضو انسانی کی پیوند کاری کروا کر اپنی جان بچانے کی تدبیر کرنا مریض کیلئے مباح ہے۔

3: اگر کوئی تندرست شخص ماہر اطباء کی رائے کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اگر اسکے دو گردوں میں سے ایک گردہ نکال لیا جائے تو بظاہر اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور وہ اپنے رشتہ دار مریض کو اس حال میں دیکھتا ہے کہ اگر اس کا خراب گردہ بدلا نہیں گیا تو بظاہر حال اس کی موت یقینی ہے اور اس کا کوئی متبادل موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کے لئے جائز ہو گا کہ وہ بلا قیمت اپنا ایک گردہ اس مریض کو دے کر اس کی جان بچائے۔

4: اگر کسی شخص نے یہ ہدایت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضاء پیوند کاری کے لئے استعمال کئے جائیں جسے عرف عام میں وصیت کہا جاتا ہے از روئے شرع اسے اصطلاحی طور پر وصیت نہیں کہا جا سکتا اور ایسی وصیت اور خواہش شرعاً قابل اعتبار نہیں۔[23]

اسلامی نظریاتی کونسل کا فیصلہ

اسلامی نظریاتی کونسل نے دو گواہوں اور اقرب وارث کی موجودگی میں اعضاء کے استعمال کی وصیت کو جائز قرار دیا ہے۔ باقی تمام امور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی تجاویز سے ملتے جلتے ہیں۔ کونسل نے اسے آرڈیننس کی شکل دے کر وزارت صحت کو بھجوا دیا ہے، اب حکومت پاکستان نے اسے نافذ کر دیا ہے۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ کونسل نے اس آرڈیننس کی تیاری میں مجمع الفقه الاسلامی جده ، المجمع الفقهی مكة المكرمه ،ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے فیصلہ جات کے ساتھ ساتھ دمشق کے محق ڈاکٹر محمد فارح کا علمی اور تحقیقی مقالہ بھی پیش نظر رکھا ہے۔[24]

پوسٹ مارٹم کا حکم:

جواز تشريح الجثة لمعرفة الجاني أو لأغراض طبية معتبرة لا يدخل في التمثيل المحرم فالتمثيل المحرم هو المبني على التشفي والحقد والانتقام والإيذاء، لهذا جاز القصاص في النفس وما دونها ولم يعد مثلة محرمة، بل من العدل؛ لأنه مبني على العقوبة بالمثل[25]

کسی جرم کی تحقیقات کے لیے یا کسی معتبر طبی مقصد کے تحت میت کے جسم کی تشریح (پوسٹ مارٹم) کرنا حرام کردہ مثلہ (بگاڑنے) میں شامل نہیں ہوتا۔ حرام مثلہ وہ ہوتا ہے جو انتقام، ظلم، یا ایذا رسانی کے جذبے کے تحت کیا جائے۔ اسی وجہ سے قصاص میں جان یا اعضا لینا مثلہ شمار نہیں ہوتا، بلکہ انصاف کے اصول پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ یہ بدلے کے طور پر عائد کردہ سزا ہے۔

پوسٹ مارٹم کا شرعی جواز دور جدید کا ایک اہم اجتہادی مسئلہ ہے۔ البتہ دور جدید میں اسکی اہمیت کے پیش نظر فقہائے پاک و ہند کی اس مسئلہ میں ایک سے زیادہ آراء ہیں۔ بعض کے نزدیک جائز ہے اور دوسرے بعض عدم جواز کی طرف گئے ہیں۔

پوسٹ مارٹم مندرجہ ذیل دو مقاصد کیلئے کیا جاتا ہے۔

1۔ لاش کی شناخت کیلئے۔

---

23 اہم فقہی فیصلے، ص ۱۲-۱۳

24 سالانہ رپورٹ، ۲۰۰۱ء، ۲۰۰۰ء، اسلامی نظریاتی کونسل، ص:۱۰۳-۱۴۴

25 مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی، 4/99، ب بحث بکر ابوزید

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

2۔لیبارٹری تجربات کیلئے

لاش کی شناخت کے لیے پوسٹ مارٹم

مجوزین کا مؤقف اور دلائل:

علماء کا ایک گروہ بقدر ضرورت پوسٹ ماٹم کی اجازت دیتا ہے۔[26] مولانا گوہر رحمان لکھتے ہیں: میری ناقص رائے تو یہی ہے کہ پوسٹ مارٹم میں کچھ زیادہ چیر پھاڑ نہیں کی جاتی بلکہ موت کا سبب معلوم کرنا ہوتا ہے اس لئے ضرورت کی حد تک اس کی رخصت دی جاسکتی ہے۔[27]

ان حضرات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔جہاں دو ضرر ہوں شریعت چھوٹے ضرر کو اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

2۔فقہاء نے اس مردہ حاملہ عورت کا پیٹ چاک کرنے کی اجازت دی ہے جس کے پیٹ کا بچہ ابھی تک زندہ ہے

3۔پوسٹ مارٹم میں زیادہ چیر پھاڑ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔[28]

طب کی تعلیم اور لیبارٹری تجربات کیلئے

مجوزین کی مؤقف:

طب کی تعلیم کیلئے پوسٹ مارٹم ایک اہم مسئلہ ہے۔جن علماء نے اسے ایک واقعی ضرورت سمجھا ہے،اور اسکے علاوہ کسی اور متبادل کا یا تو ان کو علم نہیں یا وہ اس متبادل کو مکمل اور صیح متبادل نہیں سمجھے انہوں نے اسکے جواز کا فتوی دیا ہے۔ان علماء کی تعداد قلیل ہے۔[29]

دلائل:

ا۔مجوزین نے اس صورت کو مطلق آپریشن پر قیاس کیا ہے۔اور وہی امثلہ اپنی تائید میں پیش کی ہیں جو پیوندکاری کے مجوزین نے پیش کی ہیں مثلاً حاملہ عورت کے پیٹ سے زندہ بچے کے نکالنے کیلئے اور نیز میت کے نگلے ہوئے کسی دوسرے کے موتی نکالنے کیلئے آپریشن کرنا وغیرہ[30]

۲۔وہ فقہی قواعد جو ضرر خاص کو ضرر عام کے دفع کرنے کیلئے روا رکھنے کے بارے میں ہیں ہے۔[31] صاحب احسن الفتاوی نے نظام الفتاویٰ کے جس فتوے پر نقد کیا ہے اس فتوے میں کاتب مفتی نے لکھاہے: میڈیکل کالج میں چند مردوں کی نعش پر عمل جراحی کے باعث چونکہ سینکڑوں زندہ مریضوں کی جان بچتی ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ایک بچہ کی جان بچانے کے لیے ایک نعش پر عمل جراحی بلا اختلاف جائز ہو اور سینکڑوں جانیں بچانے کیلئے چند نعشوں پر عمل جراحی جائز نہ ہو۔[32]
مفتی نظام الدین مندرجہ بالا عبارت کے متعلق اخیر میں لکھتے ہیں۔خط کشیدہ عبارت تو بہت ہی مضبوط دلیل ہے اور آیت کریمہ ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حيوة يَاأُولِي الْأَلْبَابِ) اور آیت قتال کے اشارے بھی اس طرف ہیں۔[33]

سودی بینک کے ذریعے رقم کی منتقلی:

[26] سعیدی،مولانا غلام رسول،شرح صحیح مسلم،ج:2،ص827،فرید بک سٹال،لاہور

[27] مفتی منیب الرحمٰن، تفہیم المسائل،ج:1،ص:266،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۱ء

[28] تفہیم المسائل،1/266

[29] مفتی ریاض محمد، جدید طبی مسائل اور ان کی شرعی حیثت،ص۲۹۸-۲۹۹،مکتبہ عثمانیہ

[30] مفتی ریاض محمد،پوسٹ مارٹم اور اس کی شرعی حیثیت،م،ص۱۹-۲۰،الخلیل پبلشنگ ہاؤس،راولپنڈی

[31] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی،جدید فقہی مسائل،ج:1،ص:220،کتب خانہ نعیمیہ،دیوبند

[32] مفتی رشید احمد،احسن الفتاوی،ج:8،ص:340،ایچ-ایم سعید کمپنی،کراچی،۱۴۲۵ھ

[33] مفتی عبد الباسط خان،جدید فقہی مسائل اور فقہائے پاک وھند کے اجتہادات،ص368،شیخ زاید اسلامک سنٹر،پنجاب یونیورسٹی لاہور

التحويل عبر البنوك الربوية إن لم يجد غيرها، وهي تدخل تحت قاعدة الضرورات وقاعدة الأمور بمقاصدها ؛ لأن صاحب الحوالة لا يقصد الربا، ولا التعامل به۔[34]

اگر کوئی متبادل اسلامی نظام موجود نہ ہو، تو ضرورت کے تحت سودی بینک کے ذریعے مالی لین دین کیا جا سکتا ہے، جیسے بین الاقوامی ترسیلات (رقوم کی منتقلی)۔ اس کی اجازت اس بنا پر دی گئی ہے کہ یہاں صارف کا مقصد سودی نظام کو فروغ دینا یا اس میں شرکت کرنا نہیں، بلکہ محض اپنی مالی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔

گاڑی کے ذریعے کسی کو کچل دیا تو حکم:

رجل قتل رجلاً بسيارة، فعند الحكم عليه نأتي إلى القاعدة، فيقول الفقيه: الأمور بمقاصدها، إذاً: ننظر إلى الفاعل وإلى قصده ونيته، فإن كانت النية: قتله عمداً، فله حكم، وإن كانت النية أن لا يقتله عمداً، وقتله خطأً، فله حكم آخر، مع أن القتل واحد.[35]

اگر کوئی شخص گاڑی چلا رہا ہو اور اچانک سامنے کوئی شخص آ جائے، جسے وہ گاڑی سے کچل کر مار دے، تو اس پر حکم لگانے کے لیے فقہ کا ماہر قاضی غور کرے گا۔ اگر گاڑی چلانے والے کی نیت جان بوجھ کر قتل کرنے کی تھی، یعنی اس نے ارادہ کر کے کسی کو مارا، تو اس پر قتل عمد (جان بوجھ کر قتل) کا حکم لگے گا، اور اس پر قصاص (بدلے میں قتل) لازم ہو گا۔ لیکن اگر اس کی نیت قتل کرنے کی نہیں تھی، بلکہ یہ حادثاتی طور پر ہوا، تو یہ قتل خطا کہلائے گا، جس میں قاتل پر دیت (خون بہا) اور کفارہ (دو ماہ کے مسلسل روزے) واجب ہوں گے۔

اسقاط حمل کی غلطی سے دوا استعمال کرلی تو حکم:

بعض الأدوية تضر الجنين، وبعضها تؤدي إلى إجهاضه في حال تناولت المرأة هذا الدواء لمرض بها، ولكنها لا تعلم أنه داوء يسبب الإجهاض، فإن حصل إجهاض فلا إثم عليها ؛ لأن الأمور بمقاصدها، ولم تقصد الإجهاض.[36]

کچھ دوائیں ایسی ہوتی ہیں جو جنین (بچے) کو نقصان پہنچا سکتی ہیں، اور بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں جو اسقاطِ حمل (حمل گرانے) کا سبب بن سکتی ہیں۔ اگر کسی عورت نے کسی بیماری کے علاج کے لیے ایسی دوا استعمال کی، لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ دوا اسقاطِ حمل کا سبب بنتی ہے، اور نتیجتاً حمل ضائع ہو گیا، تو اس پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے، اور اس کا ارادہ اسقاطِ حمل کا نہیں تھا۔

مستثنیات

علماء نے لکھا ہے کہ ان هذه القاعدة تجري بين امرين مباحين تختلف صفتهما بالقصد مذکورہ قاعدہ وہاں جاری ہو گا جہاں دو مباح امور ایسے ہوں کہ قصد و نیت کی تبدیلی سے دونوں میں فرق آتا ہو۔

مثال: لفظ بیع استعمال کرنے کے بعد دو احتمالات ہیں کہ اس سے اصل بیع مراد ہے یا محض ہزل و استہزاء مراد ہیں۔ دونوں کے حکم میں فرق ہے کہ پہلے احتمال کی وجہ سے ملکیت حاصل ہو سکتی ہے، جبکہ دوسرے احتمال کی بنیاد پر ملکیت کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ و لكن لا تجري بين أمرين مباحين لا تختلف بالقصد صفتهما[37] لیکن جہاں دو مباح امور ایسے ہوں کہ نیت کی تبدیلی سے ان کے حکم میں تبدیلی نہ آتی ہو وہاں یہ قاعدہ جاری نہ ہو گا۔ جیسے لفظ بیع سے تلجئہ مراد لینا یا ہزل مراد لینا، چونکہ ان دونوں صورتوں میں ملکیت کا ثمرہ حاصل نہیں ہوتا، دونوں کا حکم ایک ہے، اس لیے یہاں یہ قاعدہ جاری نہ ہو گا، لعدم الفائدہ۔ تلجئہ کا مطلب ہے کہ کسی کے خوف سے کسی چیز کی بیع کرنا، جبکہ حقیقت میں وہ بیع نہ ہو اور ہزل کا مطلب ہے کہ صرف صورت میں بیع کی ہو، لیکن حقیقت میں وہ بھی بیع نہ ہو، بلکہ محض مزاح ہو۔

صریح الفاظ سے طلاق دینا:

---

34 فضل مراد، المقدمہ فی فقہ العصر، ج:1، ص:331،

35 الشیبانی، ماجد بن نایف، تطبیقات قاعدہ الامور بمقاصدھا فی النظام والقضاء السعودی، ص5

36 مراد، فضل بن عبد اللہ عبدہ، مجلۃ العلوم التربویۃ والدراسات الانسانیۃ، جامعۃ تعز فرع التربۃ، دیسمبر، التاریخ المیلاد 2021

37 الزرقا، احمد بن شیخ محمد، شرح القواعد الفقھیہ، ص:54، دار القلم، دمشق

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اگر کسی شخص نے بیوی سے کہا"انت طالق "او "انت الطلاق" او "طلقتک" او "انت مطلقة"توان تمام صورتوں میں طلاق واقع ہو جائے گی اگرچہ اس نے طلاق کی نیت نہ بھی کی ہو، کیونکہ اس صورت میں نیت کی تبدیلی سے حکم میں تبدیلی نہیں آتی۔ آقا علیہ السلام کا فرمان ہے:

ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌ : النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ[38]

تین چیزیں ایسی ہیں جن میں دل کے ارادہ اور سنجیدگی کے ساتھ بات کرنا بھی حقیقت ہے اور ہنسی مذاق کے طور پر کہنا بھی حقیقت ہی کے حکم میں ہے نکاح، طلاق، رجعت

مہلک حملہ سے قتل کر دینا:

من ضرب آخر بما يقتل غالبا فمات، كان عمدا، وإن زعم أنه لم يرد قتله[39]

اگر کوئی کسی پر اس طرح حملہ کرے جو عموماً مہلک ہوتا ہے، اور بعد میں کہے کہ نیت قتل کی نہیں تھی تو قتل عمد شمار ہو گا۔ اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

خاتون نے غلطی سے دوسرے کے بچے کو دودھ پلا دیا تو رضاعت کا حکم:

اگر کسی خاتون کے دودھ کے چند قطرات کسی دوسری خاتون کے بچے کے منہ میں غلطی کے ساتھ چلے جائیں تو اس سے رضاعت ثابت ہو جائے گی، اگرچہ اس خاتون نے دودھ پلانے کی نیت نہ بھی کی ہو۔ ھدایہ میں ہے:

قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم[40]

دودھ پینا کم ہو یا زیادہ جب مدت رضاعت میں ہو تو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی

تحقیق کے نتائج

- یہ قاعدہ صریح شرعی نصوص میں وارد ہوا ہے۔
- شرع میں نیت اور مقصد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔
- یہ قاعدہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ ظاہری عمل کے ساتھ ساتھ باطنی قصد بھی ضروری ہے، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ نیت کے بغیر معتبر نہیں۔
- جدید دور کے فقہی اور قانونی مسائل کے حل میں بھی یہ قاعدہ ایک رہنما اصول فراہم کرتا ہے، بالخصوص نیت، مقصد اور نفع و نقصان کی بنیاد پر قوانین کی تعبیر و تطبیق میں۔
- یہ قاعدہ نہ صرف عبادات بلکہ معاملات، عادات اور تعزیرات تک ہر دائرہ کار میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔
- اس قاعدے کے عملی نفاذ سے اسلامی قانون میں حکمت، عدل اور رحمت کی جہتیں واضح ہوتی ہیں۔
- جدید قانونی مباحث جیسے Intention of Parties اور Men's rea کے اصول بھی اسی قاعدے کے مماثل ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ کا یہ قانون عالمی سطح پر بھی قابل اطلاق اور ہم آہنگ ہے۔

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم
- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، ، دار ابن کثیر، یمامہ، بیروت، ۱۴۰۷ھ-1987م
- مراد، فضل بن عبد اللہ عبدہ، مجلة العلوم التربوية والدراسات الانسانية، جامعة تعز فرع التربية، دیسمبر، التاریخ المیلاد 2021ء
- ابن فارس، ابوالحسن احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغۃ، دار الفکر، ۱۳۹۹ھ-1979م
- الجرجانی، میر سید شریف علی، التعریفات، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ
- الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند، الفتاوی الھندیہ فی مذھب الامام اعظم ابی حنیفہ، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۱ھ-1991م

[38] السجستانی، سلمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، ج:1 ص، 298، رقم 1875، دار الفکر

[39] ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد، المغنی، ج:9، ص:126، دار الحدیث، القاھرۃ

[40] المرغینانی، برھان الدین ابوالحسنبن ابی بکر، الھدایہ، کتاب الرضاع، ج:1، ص:369، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

- مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی،4/99،ب بحث بکر ابوزید
- ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم، الاشباہ والنظائر علی مذھب ابی حنیفہ، دار الکتب العلمیہ، لبنان، ۱۴۰۰ھ-1980م
- ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، تقریب التھذیب، تحقیق: الشیخ خلیل مامون شیحاط، دار المعرفۃ، ۱۴۱۷ھ-1997م
- اللبانی، سلیم رستم باز، شرح المجلۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند، الفتاوی الھندیۃ فی مذھب الامام اعظم ابی حنیفہ، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۱ھ-1991م
- السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، لبنان، ۱۴۰۳ھ
- السجستانی، سلمان بن اشعث، سنن ابوداؤد،، دار الکتاب العربی، بیروت
- الحموی، ابو العباس شھاب الدین احمد بن محمد مکی الحنفی، غمز عیون البصائر شرح کتاب الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۵ھ-1985م
- الشیبانی، ماجد بن نایف، تطبیقات قاعدہ الامور بمقاصدھا فی النظام والقضاء السعودی
- السرخسی، شمس الدین ابو بکر بن ابی سھل، کتاب المبسوط-الجزء الاول، دار الفکر للطباعالنشر التوزیع، بیروت، ۱۴۲۱ھ-2000م
- فضل مراد، المقدمہ فی فقہ العصر
- ابن ھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید السکندری الحنفی، فتح القدیر، الطبعۃ الثانیۃ، دار الفکر، بیروت، التاریخ-بدون
- القزوینی، محمد بن یزید ابو عبد اللہ، سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فواد عبد الباقی، دار الفکر، بیروت
- النووی، ابوزکریا محی الدین یحی بن شرف (المتوفیٰ676ھ)، المجموع شرح المھذب، موقع یعسوب
- مفتی عبد الباسط خان، جدید فقہی مسائل اور فقہائے پاک وھند کے اجتہادات،، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور
- النسائی، احمد بن شعیب، سنن الکبریٰ النسائی، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- ابن عابدین، محمد امین بن عمر، حاشیہ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، دار الفکر للطباعۃ والنشر، ۱۴۲۱ھ، 2000م
- ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، دار الکتاب العربی، بیروت
- خلیل، التاج والاکلیل لمختصر خلیل
- لجنۃ مکونۃ من عدۃ علماء وفقھاء فی الخلافۃ العثمانیۃ، مجلۃ الاحکام العدلیۃ، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی
- الزرقا، احمد بن شیخ محمد، شرح القواعد الفقھیہ،، دار القلم، دمشق، الطبعۃ الثانیۃ۱۴۰۹ھ-۱۹۸۹م
- الزبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی، ابوالفیض، الملقب بمرتضیٰ، تاج العروس من جواھر القاموس، دار الھدایۃ
- وھبہ الزھیلی، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالفکر، دمشق
- المرغینانی، برھان الدین ابوالحسنبن ابی بکر، الھدایہ، کتاب الرضاع، مکتبہ رحمانیہ، لاہور
- شعبان، عبد اللہ علی، القواعد والضوابط الفقھیہ وتطبیقاتھا،، دارابن حرم
- مفتی منیب الرحمٰن، تفہیم المسائل، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء
- مفتی ریاض محمد، جدید طبی مسائل اوران کی شرعی حیثت، مکتبہ عثمانیہ
- مفتی ریاض محمد، پوسٹ مارٹم اوراس کی شرعی حیثیت،، الخلیل پبلشنگ ہاؤس، راولپنڈی
- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند
- سعیدی، مولانا غلام رسول، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور
- مفتی رشید احمد، احسن الفتاوی، ج:8، ص:340، ایچ-ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۴۲۵ھ